

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلہ

جلد ۱۴ نمبر ۶

انصار الدین

نومبر ۲۰۲۰ء - ثبوت وفتح ۱۴۴۱ھ جری شمسی - ربیع الاول و ربیع الثانی ۱۴۴۱ھ جری قمری



اپنے رب کا نام لے کر پڑھ جس نے (حب اشیاء کو) پیدا کیا۔

(سورۃ العلق ۹۶:۲)



MAJLIS ANSARULLAH
UNITED KINGDOM



MASROOR
EYE INSTITUTE

Huzoor e Aqdas (May Allah be his helper) has graciously given us the responsibility to construct and operate the Masroor Eye Institute in Burkina Faso, West Africa. This will, inshaAllah, be a state-of-the-art teaching eye hospital which is being built at this time with planned completion and opening in 2020. The cost of this project will be over 1 million pounds. Once complete this 'sadqa jariya' will benefit the whole of West Africa, providing premium eye treatments to thousands of patients every year. If you donate £10,000 or more, you will inshaAllah be invited to the inauguration ceremony. Donations of £5,000 or more will inshaAllah be acknowledged in the hospital.

MASROOR EYE INSTITUTE

ANY DONATION WELCOME
mei2020.org

Millions of people, including children, are suffering with an eye disease called "Cataract". They are at the risk of blindness if not treated in time.

Please donate wholeheartedly on behalf of yourself, your loved ones and for relatives who have passed away to partake from ongoing blessings of this 'sadqa jariya'.

PROJECTS

supported by
Majlis Ansarullah
United Kingdom

GIFT OF SIGHT

For as little as **£50** an operation, you can give the GIFT of SIGHT

Payable to:

CHARITY WALK FOR PEACE
NatWest Bank

Account# 35190698 | SC 60-20-09

Online: donation.charitywalkforpeace.org

SCAN HERE TO
DONATE NOW



2 million



8 million



250 million



6 million



6 million



MASROOR
EYE INSTITUTE

*a gift
of sight*

GIVE SOMEONE A GIFT OF SIGHT

There are many visually impaired people around the world, but in low income countries, this exacerbates the effects of poverty.

DONATING IS SUPER EASY

You can donate via our online donation portal at
[HTTPS://CHARITYWALKFORPEACE.ORG/MEI](https://charitywalkforpeace.org/mei)



SCAN & DONATE



For as little as **£50**
an operation, you can
give someone's back
their sight.



0117 941 1111 www.justvision.co.uk

DON'T DELAY - PLEASE DONATE TODAY!

انصار الدین

جلد 17 فصل 6

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، ترویجی اور معلوماتی مجلہ

نومبر و دسمبر 2020ء

انصار اللہ کا عہد

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ

خیر اقرار کرتے ہیں کہ اسلام اللہ ہی کی مصلحتی اور شاعت اور کلام خلافت کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول کے جود و کرم سے ہمیں ہمارے لئے جی سے جی قربانی پیش کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ ہم تو ایسی اہل اسلام کی پیش خلافت سے وابستہ ہیں کہ ہمیں ہمارے لئے جی سے جی قربانی پیش کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ (انصار اللہ)

فہرست مضامین

- 2 • دینی القرآن الکریم
- 3 • حدیث النبی ﷺ
- 4 • ارشادات مجدد حضرت انسؓ کی مجموعہ
- 5 • قمریہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و ہدایت
- 6 • ادارہ طبیعت قرآنیہ لکھنؤ اور احسانی شکر گاہی
- 7 • تربیت اولاد کے لئے خلیفائے کرام کا انداز اور ارشادات
(مفت محمد صالح) (تدوین: امیر)
- 13 • اصحابِ حق کا تعلق ہائے
(شیخ سلیمان محمد) (ترجمہ: امیر)
- 19 • مسلمانوں کا قرونِ ابجد میں (غزوہ بنی نضیر)
(محمد امجد)
- 23 • مہاترہ غزوات و معرکات "انصار الدین"
(محمد امجد)
- 24 • مسلمانوں کی گزارنے کے لیے ایک خصوصی ایپ ڈاؤن
(محمد امجد)

تمام انصار اپنا ہاتھ نہیں کہ
کیا آپ حضرت امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ و ہدایت
کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی
ترویج اور انداز کی حفاظت کے لئے
روزانہ عمل ادا کرتے ہیں؟
ہندو اور کلیں و مذہب کا احترام کرتے ہیں؟

صدر مجلس:

ڈاکٹر چاند پوری اعجاز الرحمن
قائد اشاعت: نعیم گلزار

مدیر: محمود احمد ملک

ناہن: جلیل رحیمین عباسی

میر انجم پرویز

ایچ ایم: عامر ملک

درس القرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ سے یہ اعلان کروایا کہ

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (آل عمران: 32)

یعنی تو کہہ کر اسے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اس صورت میں وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور بخش دے گا۔ تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔

جس ہستی کا جس شخصیت کا اللہ تعالیٰ سے یہ تعلق ہو کہ اس کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے اور اس کے واسطے سے دعا مانگنے سے گناہ معاف ہو جائیں اس کا اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے کس قدر عظیم ہو گا اور اس کی عام باتوں کو بھی یقیناً خدا تعالیٰ دعا کے رنگ میں قبول کر لیتا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس اظہار کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ میں بشری تھا مگر اللہ تعالیٰ کے تحت ایک عام بات بھی کروں تو وہ دعا کا رنگ اختیار کر سکتی ہے اور کسی دوسرے کے لئے اظہار یا امتحان کا موجب بن سکتی ہے۔ اس لئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے یہ شرط رکھی ہے کہ اسے میرے پروردگار میں بھی ایک عام آدمی اور عام انسانوں کی طرح ٹھیسے میں آ جاتا ہوں اور خوش بھی ہوتا ہوں جس طرح دوسرے لوگ خوش ہوتے ہیں۔ میں اگر میں کسی انسان کے بارے میں بددعا کروں اور وہ درحقیقت اس کا اہل نہ ہو تو میری یہ دعا ہے کہ اسے میرے اللہ امیر ہی یہ بددعا اس کی پاکیزگی اور قیامت کے دن درجات کی بلندی کا باعث بن جائے۔ پس یہ تھا آپ کو اپنے خدا پر اپنی دعاؤں کی قبولیت کے بارے میں یقین۔ اور یہ اس لئے تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ محبوب اپنے محبوب کی ذرا سی بات کو بھی بدل دے۔

آپ کے اس مقام کا دشمن کو بھی یقین تھا۔ وہ چاہے آپ کے خدا کی طرف سے ہونے کے قائل تھے یا نہیں یا دعا کی قبولیت کے قائل اس طرح تھے جس طرح ایک مسلمان ہوتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اکثر لوگ متاثر ہونے کے باوجود اپنی اناؤں کے جال میں پھنس کر اس کو کچھ اور عام دیتے ہیں، یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے تعین کی وجہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تو بہر حال جیسا کہ میں نے کہا آپ کی بات کے بارے ہونے کے دشمن بھی قائل تھے، جیسا تو جب احد میں ایک کافر نے آپ کے نیزے سے لگے ہوئے ہلکے سے دھم پر بھی شور مچا دیا تھا کہ مر گیا، مر گیا، لوگوں نے کہا کہ اتنا ہلکا سا دھم ہے، اس سے تم کس طرح مر جاؤ گے؟ اس نے کہا کہ مجھ ﷺ نے مجھے ایک وفد کہا تھا کہ تم میرے ہاتھ سے مرو گے تو آج اگر مجھ ﷺ پر تمہوک بھی دیتے تو خدا کی قسم میں مر جاتا۔ چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ وہ اس دھم سے ہی چند روز میں مر گیا۔ آپ نے یہ جو دعائیں تھیں کہ میری بددعا کا اگر کوئی اہل نہ ہو تو اسے دعا میں بدل دینا لیکن یہ دشمن اسلام اس بات کا اہل تھا، اس لئے اپنے انجام کو پہنچا۔

حضرت سید موحود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

”میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزاروں سالوں سے) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انہما معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ نہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شہادت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ تو حیدرِ جودِ نیا سے کم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دربارِ دوس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر نبی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولیائے و آخرین پر تعزیت بخشی اور اس کی مراویں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔“

حدیث النبی ﷺ

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ درمیان ایک اونٹ تین آدمیوں کے لئے مقدر تھا جو اس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ساری میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عقی شریک تھے۔ جب رسول کریم ﷺ کی (پیدل چلنے کی) باری آئی تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم بھی آپ کی باری پر پیدل چلیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ نہ تو تم مجھ سے زیادہ طاقتور ہو اور نہ ہی تمہیں ثواب کے معاملہ میں تم دونوں سے زیادہ بے نیاز ہوں۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند الشیوخ، ص ۱۵۵)

☆ حضرت عمرؓ بن خطاب بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنے صحابہ کے اختلاف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ: اے محمد! تیرے صحابہ کا میرے نزدیک ایسا مرتبہ ہے جیسے آسمان میں ستارے ہوں۔ بعض بعض سے درویش تر ہیں لیکن تو ہر ایک میں موجود ہے۔ پس جس نے تیرے کسی صحابی کی بھڑائی کی، میرے نزدیک وہ بدایت یا آخرت ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتدار کو گمبھایت پا جاؤ گے۔

(مشکوٰۃ، کتاب البدایہ، مناقب المسند، ص ۱۵۵)

☆ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو بچھاؤ دے، اصل طاقتور وہ ہوتا ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب النصار، ص ۱۵۵)

☆ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی کا بچہ وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت فرماتا ہے: کیا تم نے اس کے دل کا ٹکڑا بچھین لیا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: جی ہاں۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے بچھڑایا کیا؟ فرشتے بتاتے ہیں کہ اس نے تیری حمد بیان کی اور قالہ: **وَاللّٰہُ رَاجِعُونَ** پڑھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کو بیت المقد کا نام دو۔

(ابو داؤد، کتاب البدایہ)

☆ معلم بن عدی نے رسول کریم ﷺ کو طائف کے واقعہ کے بعد امان دلی تھی اور وہ باہم کے مقابلہ کے معاہدے کو ختم کروانے شب بڑا کروار ادا کیا تھا۔ ان کے بارے میں حضرت محمد بن زبیرؓ کی روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر معلم بن عدی زندہ ہوتے اور ان بد بو دار لوگوں کے بارے میں مجھ سے بات کرتے تو میں ان کو ان کی خاطر پھونک دیتا۔ (بخاری، کتاب النصار، ص ۱۵۵)

☆ اپنے خدام کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا جس قدر دشمنانہ سلوک تھا اس کا اندازہ آپ ﷺ کے ایک خادم حضرت ربیعہؓ سلمی رضی اللہ عنہ کی لمبی روایت سے آتا ہے جو سند احمد بن حنبل میں آئی ہے۔ اس روایت کا خلاصہ یہ ہے: آپ بیان کرتے ہیں کہ آپ رسول کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے ربیعہ! شادی نہیں کرو گے؟ تو انہوں نے عرض کی نہیں۔ پھر دوسری دفعہ آپ نے دریافت فرمایا: اے ربیعہ! شادی نہیں کرو گے؟ تو انہوں نے کہا نہیں۔ پھر سوچا کہ حضور میرا بھلا رہا جانتے ہی ہیں اب دریافت فرمایا تو مثبت جواب دیا گا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تیسری بار دریافت فرمایا تو آپ کے کلمات میں جواب دینے پر حضور ﷺ نے فرمایا: انصار کے نکلاں، خاندان کے پاس جاؤ اور میری طرف سے انہیں کہو کہ نکلاں بڑی سے تمہاری شادی کرویں۔ ان کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کے پیغام دینے پر ہی انہوں نے ان کی شادی کر دی۔

حضرت ربیعہؓ سلمی رضی اللہ عنہ کا حذر یہ بیان ہے کہ ان کے ویسے اور مرد و خیرہ کا انتظام بھی آنحضرت ﷺ نے ہی فرمایا تھا اور حضور ﷺ ویسے میں بھی شامل ہوتے اور دعا بھی دیتی۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند البدایہ)

امام الکلام۔ کلام الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

”یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت بچکانے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجاب دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں۔ کیونکہ استجاب دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جاتا ہر جگہ لازمی و مرضی نہیں۔ کبھی کبھی خدا نے عز و جل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرت عزت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجاب دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزار ہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔ اگر میں سب کو نکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے۔“

(تذکرہ اقدس، ج 1، صفحہ 222، ط 1334)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”دعا اور استجاب میں ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جب سے کہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کے لئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اس کا کوئی شخص بندہ اضطراب اور کرب اور قلق کے ساتھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لئے مصروف کرتا ہے۔ تب اس مردمان کی دعائیں فیوض الہی کو آسمان سے پہنچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن سے کام بن جائے۔ کبھی دعا ہے جس سے خدا بھیجا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے جو ہزاروں پردوں میں چھپی ہے۔ دعا کرنے والوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آ جاتا ہے اور دعا قبول ہو کر مشکل کشائی کے لئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا علم پیش از وقت دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ بیخ آہنی کی طرح قبولیت دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔ کچھ کبھی ہے کہ اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارے میں حق یقین تک نہ پہنچ سکتا۔ دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق اور صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کی حالت تک پہنچ جاتا ہے تب وہ زندہ خدا اس پر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے۔ دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر ان قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونے کے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس سچے ذوالجلال خدا کو پائی نہیں سکتا جس سے بہت سے دل زور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال و صول نے والوں پر تجلی کرتا اور آقا القادر کا الہام ان کے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کے لئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخلا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کہ کیونکر اور کہاں سے اس کو حاصل ہوئے۔“

(امام علیہ السلام، ج 1، صفحہ 229، ط 1334)

فرمودات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”براہمہی اس یقین سے نہ ہونا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ سچا ہے اور مسیح انشاء اللہ ہمارا مقدر ہے۔ اور گزشتہ سو سال سے لڑائی کی جماعت کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت کا ہر قدم ترقی کی نئی منازل کی طرف اٹھ رہا ہے۔ اس لئے ماہی کی اور پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔ جاسر کے دنوں میں تو دعاؤں کی توفیق ملتی رہی، اب بھی جیسا کہ پہلے بھی نہیں لے کہا، دعاؤں پر توجہ دیتے ہوئے گھروں میں جائیں۔ عبادت اور دعاؤں کی طرف توجہ ہے۔ عبادت قومی دکھاتے رہیں۔ ان تمام نومبائے یمن سے میں کہتا ہوں کہ اپنے ثبات قدم کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ مخالفین کے باوجود ماننے کے نام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانے والے نہیں تو اب اس امام کی رحمت میں آکر اپنے اندر پاک تہذیبوں کے معیار بلند سے ملنے تر کرتے چلے جائیں اور بھی اپنے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے دیں۔ دنیا کا کوئی خوف اور کوئی لالچ آپ کو اپنے صبر و رحمت سے ہٹانے والا نہ ہو۔“

نومبائے یمن سے نہیں کہتا ہوں کہ آپ پر ذمہ داری بھی بہت زیادہ ہو چکی ہے۔ ان مخالفین میں قربانیاں دیتے ہوئے احمدیت کا پیغام خدا کے حکم کے مطابق اس کی تبلیغ، تعمید اور استغفار کرتے ہوئے پہنچاتے رہیں گے اور اپنی اصلاح بھی کرتے رہیں گے۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرتے چلے جائیں گے، مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے اور دوسروں کے لئے بھی نمونہ بنیں گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ دوسروں کو بھی، جنہوں نے ابھی تک احمدیت قبول نہیں کی، انہیں بھی احمدیت کی آغوش میں لانے کا باعث بنیں گے۔۔۔

جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت شامل حال ہو تو دشمن کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اس لئے آپ پر بڑے یقین سے اس وعدے کے پورا ہونے پر ایمان رکھیں کہ اللہ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کیا کرتا۔ یہ تعویذ ہی تکلیفیں یا کچھ نقصان ضرور تک لائیں گے۔ جو وہاں شہید ہوئے ہیں۔ ان کے خون رانگاس نہیں جائیں گے۔ جماعت احمدیہ کی سو سال سے لڑا ہوا تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہر شہادت ہمیشہ رنگ لاتی ہے بلکہ نہیں تو اس یقین پر قائم ہوں کہ صرف احمدی کا خون ہی نہیں رنگ لاتا بلکہ احمدی کو پیچھے والی معمولی تکلیف بھی جس کا بعض دفعہ احساس بھی نہیں ہوتا، اس معمولی تکلیف کو بھی اللہ تعالیٰ بغیر نو اڑے نہیں چھوڑتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ یہ سلوک فرما رہا ہو تو پھر آپ کو غر کر کے اور خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر تکلیف کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے برداشت کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ دو دن اور نہیں جب تمام مخالفین ہوا میں آؤ جائیں گی اور مخالفین کرنے والے آپ کے سامنے جھکے پر مجبور ہوں گے۔

... یہ آئی اور پرانے احمدی جو ہیں ان سے بھی نہیں کہتا ہوں کہ جہاں غلے گزشتہ سالوں میں بونے والے احمدیوں کو توجہ دلا رہا ہوں، وہاں آپ بھی اس طرف توجہ دیجیں۔ ان سچے آنے والوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے آپ سے نمونے بکڑ لئے ہیں۔ پس آپ لوگ میری ان باتوں سے باہر نہیں ہیں۔ آپ لوگ بھی عبادتوں کے معیار بلند کریں۔ حقوق العباد کے معیار بلند کریں۔ ایمان اور ایمان میں ترقی کریں۔ تبلیغ و استغفار کی طرف بہت توجہ دیں۔ ہر شہ آپ کے کسی فعل سے غمو کر کھانے والے نومبائے یمن کی غمو کر کھانے کے آپ بھی ذمہ دار ہوں گے اور ذمہ دار ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ پس یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ اس کے آگے جھکے رہنے والے اور استغفار کرنے والے رہیں تاکہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے طفیل جس امام سے نوازا ہے اور ہمیں اس کو ماننے والا بنایا ہے، وہ اس کے ساتھ جو فضل مقدم ہیں ان سے ہم فیضیاب ہونے والے ہوں۔ ہمارا کوئی فعل ہمیں جماعتی ترقیات اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نگاہ سے دیکھنے سے غرم نہ کر دے۔ پس اگر ہم نے احمدیت کے طلبہ کے دل اپنی زندگیوں میں چھرا ہوتے دیکھتے ہیں تو ہر سچے، بڑے، محبت، مردانہ احمدی اور پرانے احمدی کو اپنے اندر پاک تہذیبیاں پیدا کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہوگی۔ ایک انقلاب اپنی زندگیوں میں لانا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کے مقصد کو سمجھ ہوگا۔“

اداریہ

مثبت زاویہ نگاہ اور احساسِ شکرگزاری

علم نفسیات (سائیکالوجی) کی کلاس میں استاد نے میز پر بڑی ہوئی بوتل سے شیشے کے ایک گلاس میں پانی اٹھا دیا اور نصف گلاس بھر کر اسے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے طلبہ سے مخاطب ہو کر گلاس کی کیفیت کسی کاغذ پر لکھنے کے لئے کہا۔ بعد ازاں جائزہ لینے پر معلوم ہوا کہ طلبہ کی طرف سے 10 مختلف جواب آئے تھے۔ کسی نے کہا تھا کہ آدھا گلاس پانی سے بھرا ہوا ہے اور کسی کا کہنا تھا کہ نصف گلاس خالی ہے۔ تب استاد نے طلبہ کو بتایا کہ اپنے مشاہدے کی بنا پر جو رائے تم قائم کرتے ہیں وہ دراصل ہماری سوچ کی عکاس ہوتی ہے۔ اور یہ سوچ ہماری ذہنی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ ایک باہر نفسیات نے لکھا ہے کہ جب تک کسی انسان کی سوچ مثبت اور مثبت جواں رہتی ہے وہ پہاڑوں سے ٹکرانے اور ویاکوں کا رخ موڑنے کی باتیں کرتا ہے اور کسی بھی مشکل اور خطرناک کام سے گھبرانے کی بجائے اس کو ایک چیلنج سمجھ کر قبول کرتا ہے۔ مثبت سوچ کے حامل اچھے ساتھی اور رہنما ہوتے ہیں جو دوسروں کی عملی مدد کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ ہر خدمت کے لئے نہ صرف خود لیبیک کہتے ہیں بلکہ دوسروں کی بہت بڑا حائل اور مثالی سوچ کے امیر اپنے ساتھیوں کو مایوسی اور پست بخشی کی کیفیت سے نکال کر امید، سکون اور رہنمائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

ایک معروف حکایت یوں بیان کی گئی ہے کہ کسی شخص نے سال کے اختتامی لحاظ میں اپنا قلم اٹھایا اور ایک کاغذ پر لکھنے لگا:

= گزشتہ سال میرا آپریشن ہوا اور پنا نکال دیا گیا، بڑا حالے میں ہونے والے اس آپریشن کی وجہ سے مجھے کئی بقیے تک بستر کا ہو کر رہنا پڑا۔
= اسی سال میری عمر ساٹھ سال ہوئی اور مجھے اپنی پسندیدہ اور اہم ترین ملازمت سے سبکدوش ہونا پڑا۔ میں نے نشر و اشاعت کے اس ادارے میں اپنی زندگی کے تیس فیصدی سال گزارے۔

= اسی سال ہی مجھے اپنے والد صاحب کی وفات کا صدمہ اٹھانا پڑا۔

= اسی سال ہی میرا بیٹا میڈیکل کے امتحان میں فیل ہو گیا، جس کی واحد وجہ اس کی کار کا خوں کا حادثہ تھا جس میں زخمی ہو کر اسے کئی ماہ تک ہسپتال کرار گھر میں رہنا پڑا، کار کا چوہا جانا علیحدہ سے نقصان تھا۔

اس مسئلے کے نیچے اس نے لکھا: ”اے! میرے اور میرے گھر والوں کے لیے یہ کیا ہی برا سال تھا۔“

ایسے میں اس کی بیوی گھرے میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ اس کا خاوند غمزہ چہرے کے ساتھ خاموش بیٹھا خداؤں میں گھور رہا تھا۔ اس نے خاوند کی پشت کے پیچھے کمرے کو کرساٹنے رکھے کاغذ پر مذکورہ بالا تحریر دیکھی تو ساتھ دلی گری پر بیٹھ کر ایک دوسرے کاغذ پر کچھ درگم چلانے کے بعد خاموشی سے اپنا نوٹ اپنے خاوند کے سامنے رکھ دیا اور خود خاموشی سے گھرے سے باہر نکل گئی۔ کچھ ہی دیر میں اس کا خاوند اپنی بیوی کا ساتھ ہاتھ میں تھامے مسکراتا ہوا باہر آیا اور والوں میں کرسی پر بیٹھی ہوئی اپنی بیوی کا شکریہ ادا کیا۔ پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذ پر اپنی بیوی کی لکھی ہوئی عبارت کو آہستہ آہستہ پڑھنے لگا۔ لکھا تھا:

= گزشتہ سال میں آخر کار مجھے اپنے بچے کے اس درد سے نجات مل گئی جس کے کرب میں عیسائی سالوں سے جلتا تھا۔

= اس سال میں اپنی پوری محنت مندی اور سلامتی کے ساتھ ساتھ سال کا ہو گیا۔ تیس سالوں کی ریاضت کے بعد مجھے اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ ملی ہے تو اب میں مکمل یکسوئی اور راحت کے ساتھ اپنا وقت، کچھ بہتر لکھنے کے لیے استعمال کر سکوں گا۔

= اسی سال میرے والد بچا ہی سال کی عمر میں دہا کی پر بوجھ بنے اور بغیر کسی بڑی تکلیف کے آرام کے ساتھ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

= اسی سال اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو ایک نئی زندگی عطا فرمادی اور ایسے حادثے میں جس میں فولاد کی کار چاہ ہو گئی تھی مگر میرا بیٹا کسی معذوری سے بچ کر زندہ و سلامت رہا۔

آخری فقرہ جو اس کی بیوی نے اپنی تحریر مکمل کرتے ہوئے رقم کیا تھا، وہ یوں تھا کہ: ”الحمد للہ۔“ یہ ایک ایسا سال تھا جسے اللہ نے میرے اور

ہم نے انہی غائبہ کے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا اور جو بخیر و خوبی گزرا۔

پس غور کیجیے کہ ایک ہی جیسے حوادث و احوال کو خفی یا مثبت نظر سے دیکھنے اور سوچنے سے بالکل مختلف نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ لیکن ایک مختلف نقطہ نظر سے۔ گویا اگر ہم صرف اپنی سوچ کا زاویہ بدل لیں تو ہم نہ صرف اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شاکر بن جائیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق شکر گزار کی نعمتوں میں جو اضافہ کیا جاتا ہے، اس کے حقدار بھی قرار پائیں گے۔ اسی پس سطر میں اب ذرا اپنے اختتامی ایام میں داخل ہوتے ہوئے سال 2020ء پر غور کیجیے۔

یہ دو سال ہے جب دنیا میں Pandemic کی اصطلاح متعارف ہوئی۔ ”کرونا“ کے نام سے ایک ایسا عالمی بیماری کا ظہور ہوا جس نے رواں دواں انسانی زندگی کو ہلا کر رکھ دیا، خوف اور دہشت کی لہر نے ہر سطح پر بد امنی کو فروغ دیا، اقتصادیات کی کمر توڑ دلی اور سب سے بڑھ کر صحت کے شعبے میں تو اس وبا نے مسائل کے انبار کھڑے کر دیے ہیں اور سارے شعبہ ہائے صحت کو تباہ کر رکھا ہے۔ بین الاقوامی تہذبات اور سیاحت سمیت تمام صنعتوں نے عالمی معیشت کا زخ بول دیا ہے۔ ایسے حالات میں ہمارے بہت سے پیارے بھی ہم سے جدا ہو گئے اور بعض کی روزمرہ زندگی مفلوج ہوتی ہوئی نظر آتی۔ بے شمار چھوٹے بڑے جو منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھے ان میں سے بعض کو منزل و حصد ملی دکھائی دیتے گی۔ پرنٹ میڈیا کے ساتھ ساتھ الیکٹرانک میڈیا اور سوشل میڈیا کے اثرات نے ان کے ذہنوں کو جکڑ کر ان کی سوچ ہی بدل ڈالی جس کے نتیجے میں گویا انسانی مشقہ میں اچانک کئی سولہ اضافہ ہو گیا۔

لیکن اب ان حالات کو خدا تعالیٰ کے افضال و انعامات کے پس منظر میں بھی دیکھیں۔ خوف و خطر سے لہاں اس دنیا میں ہم احمدیوں پر خدا تعالیٰ کا کس قدر عظیم احسان ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ایک زندہ خدا سے متعارف کروایا اور پھر اس کی محبت اور اس کی صفات حسہ کو ایسے مفردانہ اور میں جوش فرمایا جس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایمان لانا اور اس سے زندہ تعلق قائم کرنا احمدیوں کے لئے نہ صرف آسان ہو گیا بلکہ یہی زندگی کا حقیقی مقصد قرار پایا۔ پھر بحیثیت جماعت، ہمارا طرز عمل اس مثبت سوچ کا عکاس ہے جسے خلفائے عظام نے ایک صدی سے زائد عرصے میں پروان چڑھایا ہے۔ چنانچہ زمانے کے حالات کچھ بھی رہیں، خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جو روحانی امام ہمیں عطا فرمایا ہے اس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں کے خوف گواہی میں بدلنے کی ضمانت بھی ملی ہے۔ پس ہماری طالع کے لئے منتخب یہ وجود ہر مشکل و آفات میں نہ صرف اپنی عاجزانہ دعاؤں سے ہمارے حوصلے بلند رکھنے کی سعی کرتا ہے بلکہ ہماری دنیاوی ضرورتوں کے پیش نظر بھی گراںقدر ہدایات سے نوازتا ہے۔ کبھی غور رکھیں کہ اس کا مشورہ دیتا ہے اور کبھی ہماری جسمانی اور ذہنی تندرستی کو قائم رکھنے کے لئے ہومیو پیتھی طریقہ علاج تجویز فرماتا ہے۔ پھر اپنے عالمی نظام کے ذریعے اس امر کو یقینی بناتا ہے کہ نئی نوع انسان موما اور اس کے روحانی غلام خصوصاً شہر و عافیت کے حصار میں آجائیں۔ پس جب ہماری دنیا انتشار اور افتراق کا نظارہ پیش کرتے تھے تو آپسے میں خلیفہ وقت کے لئے اس کی جماعت، اس کے غلام، یعنی ہم احمدی ہی اس کا قیمتی سرمایہ بن جاتے ہیں۔ وہ پاک وجود ایک مادر مہربان کی طرح ہماری خاطر اپنا آرام و آسائش قربان کرتا ہے۔ اس کی اس بے لوث محبت اور دعاؤں کے اثرات زمین کے کناروں تک پہنچنے والے خلافت عظمیٰ کے غلام محسوس کرتے ہیں اور عقیدت سے اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔

پس اس غیر معمولی دور سے گزرتے ہوئے ہمیں بھی اپنے آقا کی اقتداء میں دعاؤں پر خاص توجہ دینی چاہیے اور اس سلسلے میں وہ امور پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ اولیٰ: اپنے اس حسن آقا پر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی خاص و عام دعائیں وقف کیے رکھیں جس نے ہمارے لئے اپنا سب کچھ وقف کر رکھا ہے۔ دوم یہ کہ اپنے قول و فعل سے اہل دنیا کو بھی اس زندہ خدا کی طرف بلائیں جو تمام صفات حسہ کا مالک ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جس عظیم الشان مقصد کو نے کر مبعوث ہوئے تھے اس مقصد کے حصول کے لئے ہم بھی اپنی کوششوں کو نقطہ عروج تک پہنچا دیں تاکہ مخلوق کا اپنے خالق سے زندہ تعلق قائم ہو جائے اور نئی نوع انسان پر اس رب کریم کا وہ اہر رحمت برسے لگے جو دور حاضر میں آفات زمینی و سماوی میں مبتلا جاں بلب انسانیت کو غلامیت جحش کی آغوش میں اکرا آپ حیات سے سیراب کر دے اور ان کا ہر خوف بھی امن میں بدل جائے۔ آمین

(معصوم و معصومہ)

[illegible]

حصہ سے تعلق رکھنے والے افراد یہ بھی ہے۔ آج کل انگریزوں نے عزت ملی
خو میاں کے لکھنؤ اور الہام بھی دیا اور لکھنؤ میں بھی علی وکیت الہی کا شرف بھی پایا۔
حصہ کا راجہ سے چھٹا۔ تیسرا، چارواں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو بھی یہ احساس تھا کہ اہل بچے کے ساتھ خدا تعالیٰ کا خاص تعلق ہے۔ چنانچہ جن دنوں کلاڑی کا مشہور روغن تھا تو مصور علیہ السلام نے آپؑ کے بچے ہونے کے واسطے روغن لے کر لایا اور دیکھا کہ بچے کے لئے روغن... چنانچہ ایسا زائل آپؑ نے ہی روغن بھی مصور علیہ السلام سے بیان فرمایا جس میں روغن کی بنا ہی کی خریدی گئی تھی۔

[illegible]

حضرت مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی ۱۹۵۸ء میں ایک مکتبہ کا اہتمام فرمایا۔ مولانا نے اس مکتبہ کو مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مکتبہ کے نام سے موسوم کیا۔ مولانا نے اس مکتبہ کو مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مکتبہ کے نام سے موسوم کیا۔ مولانا نے اس مکتبہ کو مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی مکتبہ کے نام سے موسوم کیا۔

[illegible]

حضرت مولانا محمد رفیع صاحب دہلی نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے دور میں حضرت مولانا محمد رفیع صاحب دہلی سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ان کی شخصیت اور فکر کا مطالعہ کرنا ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔

جہاں لوگ یہ نگر مری مصیبت تکس ہیں جب تیر ہے وہاں ہے آج ہوں
بے ثور و بے در سے مراد کشتی کے شفاہ سے تو انصافوں میں رہ کر آ جاؤ
سے شفاہ بنا سے

[illegible]

یہ سب قصور یہ مصلحت کا محض شہسہ پر قیاس ہے جس کے لئے اس نے ایک
 نیا ہیرو بنایا۔ جس کا نام حضرت علیؑ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ حضرت علیؓ کی اذانِ نزلِ یاس کا معنی یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے
 حبیبؐ کو حضرت علیؓ کا جانا ہے کہ حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنے
 آفریں یا مبدل میں اپنے صاحبزادے محترم ہماں عبودؓ کی صاحب کو درس قرآن
 پڑھاتے ہوئے بھی دیکھا۔

جہاں سے رہے ہیں۔ جب مکی شکر چٹا سے عہد سے عہد کرتا رہے
نور الدین کے بعد اچھی طرح ٹوٹے اور ملین کی حاجت روانگی کی ہے پھر بھی
شکر۔ اگر میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس طرح تمہاری ضرورت بھی پوری
کے

۶۱۔ یہاں تک کہ آپ کی سوانح حیات "ملاقات و عشق" کی حیات اور والدین کی حیات کا چرچا ہو رہا ہے۔

سیدہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد (خلیفۃ المسیح الخامس اربعہ)

حضرت عیون المسیح الہامی کا مبارک وجود اُس عظیم الشان و بے شکوک و گمانیت
خان سے جاری کرتے والا تھا جس کا ایک نیک لفظ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ
السلام کی صداقت اور موعودہ عزم کے تعلق باللہ کا منہ پر تھا ثبوت ہے۔ چنانچہ بھیجی
سے ہی حضرت مصلح موعود کی زندگی ہر پہلو سے تعلق باللہ و توفیق علی اللہ انہی ہے۔
سے مزین نظر آتی ہے۔ حضور محمدؐ و جاتے ہیں

جب میں گیارہ سال کا ہوا تو چار سے پانچ سال پہلے یہ خیال پڑا کہ میں
 خود نکاح کر لوں گا۔ میں نے اس سے سوچا کہ کیا ثابت ہے کہ ہمیں دوستی
 بعد میں مٹنے سے بچنا ہو۔ خیر، اگر وہ بچے میرے دوستوں سے پیدا ہو جائیں
 تو پھر یہ دوستی تو ختم ہو جائے گی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اگر وہ بچے
 میرے ہوں تو پھر یہ سب ٹھیک رہے گا۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اگر وہ بچے
 میرے ہوں تو پھر یہ سب ٹھیک رہے گا۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اگر وہ بچے
 میرے ہوں تو پھر یہ سب ٹھیک رہے گا۔ اس لیے میں نے سوچا کہ اگر وہ بچے

تاریخ: ۱۳۹۷/۰۵/۰۵

[illegible][illegible][illegible]

وایت اور لٹھاس پر ماضی ہوتا چڑے گا تھا سرور اداں تک۔ — ۶۔ — عیسیٰ
 ہے اور سب اس پر متفق ہو گئے اور اس کے لئے وقت کا حقین بھی
 حضرت اسامہ بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ غار ثور کے
 لئے تشریف لے گئے تو اسے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے جن میں ابی بکر بھی
 شامل تھا۔ یہ لوگ دروازہ پر آکر ٹھہر گئے۔ یہی باہر کل کر آئی تو انہوں نے کہا کہ
 تمہارا دوسرا کہاں ہے؟ میں نے کہا کہ غار کی قسم، مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں گئے
 ہیں۔ ابی بکر نے ساتھ اٹھایا اور چوٹی قوت کے ساتھ میرے دھڑ پر چڑھ
 رہا تھا کہ

[illegible]

اس نے اعلان کیا تھا کہ قریش نے جو ہونٹوں کا اعلان کیا ہے وہ اس کے علاوہ دوسراونٹ اس کو بے جا جو آپ کو نکال کر دے گا۔

یہ سب مسلمانوں کی روزِ فردوس ترقیِ مشرکین کو ایک آنکھ نہ بھاتی تھی لیکن ان کا پس نہیں چھتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے جب یزید کے ساتھ معاہدہ کیا تو بخار کو احساس ہوا کہ یہ نہ تو تہارتی رنگہ دے گا یا ان کے قافلے اب محفوظ نہ رہیں گے۔ مکہ میں جنگ کے بعد سے پہلے حضرت عبدالطلب کی ایک بیٹی عاتکہ زوجین کے اسلام لانے کے بارے میں اختلاف ہے، انہوں نے ایک خواب دیکھا اور اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ میں نے ایک موحش خواب دیکھا ہے اور مجھے رنگہ دے کہ تہارتی قوم پر کوئی بڑی جانی مصیبت آنے والی ہے اس لئے جو میں بتاؤں اس کو پوشیدہ رکھنا کیونکہ اگر قریش نے یہ بات سنی تو تہارتی زندگی اچانک کر دیں گے۔ عاتکہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص اٹل والی میں اترتا ہے اور وہ اونٹنی پر سوار ہے۔ وہاں اس نے اونچی آواز میں لوگوں کو پکار کے کہا کہ اسے لوگو! اسے آلِ محمد رحمتِ خدا کے اندر اپنی آواز میں چلے کو تیار ہو جاؤ۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اب وہ آنے والا مسجد یعنی کعبہ میں داخل ہو گیا اور غارت کعبہ کی جہت پر چڑھ گیا۔ وہ وہاں بھی پوری قوت کے ساتھ پکارا پکارا اور اچھٹس والی پھاڑی پر چڑھ گیا اور وہاں بھی اس نے وہی پکار دی اور وہاں سے ایک بہت بڑا پتھر اڑا دیا۔ وہ پتھر لاٹھکتے لاٹھکتے جب واسطی میں پہنچا تو ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس کے ریزے کے کہ تمام گھروں میں پہنچے خواب سن کر حضرت عباسؓ نے کہا کہ بہت عجیب خواب ہے، ہم بھی اس کو پوشیدہ رکھو۔

حضرت عباسؓ نے یہ خواب اپنے دوست ولید بن شیبہ کو بیان کر دیا۔ اس نے یہ خواب اپنے والد عبد بن ولید کو بتایا جس نے تمام سردارانِ مکہ کو بتا دیا۔ اب سارے مکہ میں عاتکہ بن عبدالمطلب کے خواب کی شہر ہو گئی۔ ابو جہل کو بھی پتہ لگ گیا۔ حضرت عباسؓ کعبہ کا طواف کر رہے تھے تو ابو جہل نے کہا کہ ابو الفضل طواف کے بعد مکہ طواف کے بعد حضرت عباسؓ ابو جہل سے ملے تو ابو جہل نے کہا کہ ابو الفضل اتم میں اس عتہ کا تھوڑا کعبہ سے ہوا ہے آج پھر اس نے عاتکہ والے خواب کے حقیقی ہوتے کی اور کہا کہ اسے عبدالمطلب کی اولاد اتم اس سے زیادہ کیا چاہتے ہو تمہارے خاندان میں عروہ بنی نزی ہے ہی اب عورتیں بھی عذیری کا دعویٰ کرنے لگی ہیں۔ پھر ابو جہل نے کہا کہ عاتکہ نے کہا کہ یمن دن میں ہو گا یمن دن انتظار کریں گے اور اگر یہ بات ثابت نہ ہوئی تو ہم تمہارے گھر کے اوپر لکھ کر لگا دیں گے کہ تمہارا گھرانہ عرب کا سب سے بھونگا گھرانہ ہے۔

اب خدا کا کہنا ایسا ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جہشؓ کی سربراہی میں ایک دستِ حلا کی طرف دشمنوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ ایک گھڑ پر میں حضرت واقعہ بن عبد اللہؓ نے عرب بنی حمریٰ مشرک کو قتل کر دیا اور اس کے مال پر بھی قبضہ کر لیا تھا۔ اسی دورانِ ابوسفیانؓ بھی قافلہ لے کر آ رہا تھا اور سارے عرب سرداروں نے اس میں شریک کیا ہوا تھا۔ ابوسفیانؓ اچانک ہوشیار آئی تھا اس کے پاسوں نے اس کو خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے کوئی دستِ بھیجا ہے تو ابوسفیانؓ نے مصمم بن عمروؓ کو پیشِ حاشا دے کر تیار کیا کہ وہ مکہ اس حالت میں جائے کہ اس کی اونچی کے دونوں کان کھلے ہوئے ہوں اپنی قمیص کا آگے سے دھکا

اور پیچھے سے بھی پھاڑ لے اور بالی دے کہ اسے گرد و قریب اپنے قافلے کی خبر نہ ہو اگرچہ اس مال پر قبضہ کر لیں گے تو ہم بیٹھ کے لئے برباد ہو جاؤ گے۔

اب عاتکہ کے خواب کا ظہور اس طرح ہوا ہے کہ یمن دن کے بعد مصمم بن عمروؓ مکہ میں آتا ہے اور بھیڑ خواب کے مطابق دوچار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ مکہ کے لئے آئے ہیں ابوسفیانؓ بلاتا ہے۔ اب قریش بہت گھبرائے اور جلدی جلدی جنگ کی تیاری کرنے لگ پڑے۔ مانی طور پر مضبوط لوگوں نے غریب لوگوں کی مدد کی اور ان کو جنگ کے لئے آمادہ کیا۔ بڑے بڑے سردار لوگوں کو کوچ کرنے کے لئے آگے لے گئے۔ سہیل بن عمروؓ نے تقریر کی کہ اسے آلِ غالبؓ کا کیا تم اس بات کو برداشت کر لو گے کہ تمہارا غریب کے سپرد یمن ساتھی تمہارے مال و دولت پر قبضہ کر لیں۔ تم میں سے جس کو مال کی ضرورت ہے تو میرا مال حاضر ہے۔ جس کو کھانے کی ضرورت ہے تو میرا رزق حاضر ہے۔ ابولہب بھی اس خواب کے حواقب سے ڈرتا تھا اس لئے چار ہزار عاص بن ہشام کو دے کہ وہ اس جگہ جنگ میں جائے۔ اسی طرح ابو جہل نے بھی اس جنگ کے لئے لوگوں کو تیار کیا اور راستے میں کھانے کے لئے ابو جہل نے دس اونٹ بھی داغ کئے۔ ابو جہل ہی اس افکار کا مددگار تھا اور اس کو اپنے لشکر کی بہادری پر بہت سمجند تھا۔ کئی ساز و سامان میں بھی ابو جہل کا نظرقہ نہیں تھا اور ان کو اپنی کامیابی پر یقین کامل تھا۔ ان کے ہنسنے کا مقصد واصل اسلام کی فتح تھی کہ تھا لیکن اذہ کی توجہ زیادہ کار کا حیات ہوئی اور ابو جہل کے تمام منصوبے نقشِ بر آب ثابت ہوئے۔

جب میدانِ جد میں میدانِ لگ گیا قریش نے آئنے سامنے صفِ آراء ہو گئے دونوں اطراف پر جہازِ اشعار پڑے جاتے تھے کیونکہ یہ حق و باطل کا سحر کر تھا۔ مشرکین بھی یہ سمجھتے تھے کہ وہ حق پر ہیں کیونکہ وہ ان باپ دادا کے حق کی پیروی کرتے آ رہے ہیں جبکہ محمد ﷺ ان کو بتائیں گی کہ جہاز سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ اللہ ایک ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ کو سنے دین کا صوبہ سمجھتے تھے۔ خود باظاہ یہ یمن کن کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کا دعویٰ دھوکا ہے۔ اس لئے وہ ہر حال میں نبی کریم ﷺ کو حاضر چاہتے تھے کیونکہ ان کی سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ جب حج پر زور دلائے لوگ آتے ہیں تو نبی کریم ﷺ ان کو تبلیغ کرتے ہیں اور ان کے بتوں کی مذمت کرتے ہیں۔ لوگ اللہ کے کلام کے اثر سے مسلمان ہوتے تھے۔ چنانچہ اب مشرکین یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمانوں کے ساتھ جنگ کر کے یہ سلسلہ بیٹھ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ مشرکین کی جنگ کی تیاری بھی تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مسلمان تھوڑے کم ہیں اور سامانِ حرب بھی ان کے پاس نہ کافی ہے۔ دوسرا مسلمانوں کے پاس تیرہ ہزار جنگجو بھی نہیں ہیں۔

اصل میں تو مشرکین ابوسفیانؓ کے قافلے پر مسلمانوں کے ہنسنے کے ذریعے اکٹھے ہو کر آئے تھے کیونکہ اس تجارتی قافلہ میں بڑے مشرکین سرداران کا بھی مال تھا۔ اکثر مشرکین کا مقصد یہ نہیں تھا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں۔ چنانچہ جب ابوسفیانؓ کا قافلہ مسند کے ساتھ ہوتا ہوا مکہ پہنچ گیا تو اس نے مشرکین مکہ کو غلہ کھانا اور اسے مقصد پورا ہو گیا ہے۔ اب وہاں سمت رکھو اور اچانک آ جاؤ۔

ابوسفیانؓ کا قافلہ دیکھا تو کئی سردارانِ مکہ نے جنگ نہ کرنے کا ارادہ کیا جبکہ ابو جہل جنگ پر مصر تھا۔ وہ کہتا تھا کہ قافلہ محفوظ نہ ملے گا تو اسے تو ہم بدر میں اونٹ

پاس آگئی۔ بعد (اسے منکر و اب بھی) اگر تم باز آ جاؤ تو تمہارے لئے بھڑ ہے اور اگر تم (شراب کا) اجادہ کرو گے تو ہم بھی (خدا کا) اجادہ کریں گے اور تمہارا امتداد تمہارے کسی کام نہ آئے گا خواہ کتنا ہی زیادہ ہو اور (جان لو) کہ اللہ دوسروں کے ساتھ ہے۔

جنگ کے دوران ابو جہل اپنے لشکر کے بہادرؤں کے ہماصرے میں تھا کہ وہ انصاریوں کو جو ان حضرت عبدالرحمانؓ کے خوف کے پاس آئے اور انہوں نے پوچھا کہ چھ ابو جہل کونسا ہے؟ حضرت عبدالرحمانؓ نے اشارہ کر کے بتایا کہ وہ جو زوردار اور اپنے لشکر میں کے ہماصرے میں ہے۔ پھر بتاتے ہی وہ دونوں انصاری بچے ابو جہل کے پاس پہنچ گئے اور معاذؓ نے مہر لے کر بتاتے ہی ابو جہل کی پٹری پر وار کیا اور ابو جہل کی پٹری کھجور کی تنکلی کی طرح کٹ گئی۔ ابو جہل دھم کھا کر زمین پر گر پڑا۔ قریب سوچو ابو جہل کے بیٹے عمر سعدؓ نے جب اپنے باپ کو کھجور کی تنکلیوں سے حضرت معاذؓ پر وار کیا اور حضرت معاذؓ کا پاؤں دھت کر لیا۔ ابو جہل دوسروں سے مل کر انہوں نے کھوار سے حمل کیا اور ابو جہل کو وہ سزا کر دی لیکن ابھی حمل جنم حاصل نہ ہوا تھا اور زندگی کی کھجور حق ہائی تھی۔ جب ابو جہل کو یہ معلوم ہوا کہ وہ انصاری تھے تو ابو جہل نے کہا کہ ہاشم مجھے کس قوم کے علاوہ کسی اور نے مارا ہوتا۔

جنگ بار میں ستر مشرکین جنم حاصل ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ابو جہل کی لاش کی کھاش کی جائے کیونکہ وہ ہماری شہد کا فرعون ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا بھی کی تھی کہ اے اللہ اس شہد کا فرعون بنائے کہ نہ نکلا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی شہادت نکلتی ہے یہ کہ اس کے کھنڈ پر دشمن کا نشان ہے۔ اور یہ دشمن کا نشان اس کو اس طرح لگا تھا کہ چھین ٹکٹیں نہیں اور ابو جہل عبد اللہ بن جہل کے ہاں دھجھ میں گئے اور کئی باجہ پر ہماری ٹکڑا ہوئی تو ہمیں اس کے مقابلے میں اوجھا پڑا تھا یہ میں نے ابو جہل کو سکا دیا تو یہ گر گیا تھا اور اس کے گھٹنے پر چھت آئی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ابو جہل کو کھاش کیا تو وہ ابھی زندہ تھا۔ وہ منہ میں آپ ﷺ کو پھیر مارا کرتا تھا۔ آپ ﷺ اس کے پیچھے ہڑتھ گئے۔ اس نے کہا کہ چوہا ہے مجھے علم نہیں ہے کہ کونسی کھجور چڑھ گیا ہے یعنی مرنے وقت بھی اس کا گھر ختم نہ ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کو کھیا اللہ نے مجھے کچھ ذلیل و سہوا کیا ہے۔ وہ بولا کہ میں تو ایک بڑا سردار ہوں کیونکہ قوم کا ستون قوم کا سردار ہوتا ہے۔ میرا لگ کر ہمارے لئے کیا شرم کی بات ہو سکتی ہے۔ اگر کسانوں (انصاری صحابہ) کے علاوہ کسی اور نے مجھے لگایا ہوتا تو یہ بات ہمارے لئے زیادہ شرم کی ہوتی اور میری شان اور حیثیت کے مطابق ہوتی۔ مگر اے چوہا! تو اونٹنی جگہ کھڑا ہے، تو مارا یہ تو نا آجیغ اور کامیابی کس کو حاصل ہوئی؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ مشرکین کو جڑیخت سے لہا چاہئے پڑا اور مسلمانوں کو آج نصیب ہوئی ہے۔ اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کی گردن کاٹنے کا قصد کیا تو ابو جہل نے کہا کہ میری گردن دھجھ کے قریب سے کاٹنا تاکہ چھ گٹھے کہ یہ کسی سردار کی گردن ہے (یعنی دماغ گردن میں ہو)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے دشمن اسلام! میری یہ آخری حسرت بھی پوری نہیں ہوگی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کا سر حق سے جدا کر دیا اور لاکھ نبی کریم ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا تو نبی کریم ﷺ نے ہاتھ سجھوئے اللہ کے حضور گئے۔

قرآن کریم کے اور قص اور موسیقی کی محفل کا نہیں گے اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے بغیر ہرگز واپس نہ جائیں گے۔ نبی زہرہؓ اور بنی ہدیٰ تو پہلے ہی مشرکین کی قوت کو چھوڑ کر واپس جا چکے تھے۔ خود ہرہ کے سوا کسی لشکر میں گٹھے کیونکہ ابو سفیانؓ والے قافلے میں ان کے قبیلہ کا تاجر بھی شامل تھا۔ چنانچہ بلوڑہ کے سردار آنس بن شریک نے اپنے قبیلہ والوں کو کہا کہ ہزار آدمی اور مال بھی لیا ہے اب ہم واپس جائیں گے۔ ابو جہل نے اسے روکا تو اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہارے جیسے ہیں؟ ابو جہل نے کہا کہ تمہارے بھی جیسے نہیں بولا یہاں تک کہ ہم ان کو ایسا کہتے ہیں لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ بنی عبدالمطلب کے خاندان کے پاس مصعبؓ (حاجبوں کو پانی پلانے کا اعزاز)، مصعبؓ (قادرہ) (حاجبوں کے حمام کا انتظام) اور مصعبؓ مشورہ کے ساتھ ساتھ بات کا اعزاز بھی چلا گیا تو ہمارے لئے کیا بڑائی ہے؟ اس پر آنس بن شریکؓ اپنے آدمیوں کو لے کر واپس چلا گیا۔ اس کو آنس بن شریکؓ کہتے ہیں کہ آنس کے معنی پیچھے ہٹ جانے والے ہیں۔

گویا ابو جہل صرف اپنی شاعری مصیبت کی وجہ سے لڑنا چاہتا تھا۔ حکیم بن حزام نے بھی حذب بن ربیعہ کو کہا کہ اب بڑائی کا کوئی فائدہ نہیں۔ حذب بات کو سمجھ گیا اور اس نے لوگوں سے خطاب کیا کہ اسے گردہ قریشؓ اور تمہارے ساتھ جنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے ساتھی ہمارے دشمن ہیں۔ اگر ہم سب ان کو لگ کر مار دیاں تو انہوں نے کسی کو قتل کیا تو قاتل کو بڑی نگر اور ثمرات کے ساتھ پھانسی دے گا۔ چنانچہ تم کو اس کے حال پر چھوڑ دے۔ اگر اہل عرب اس کو جان پینائیں گے تو تمہاری ہی عزت ہوگی ورنہ اہل عرب ان سے خودی شہد لیں گے۔ اگر تم لوگوں کی واپسی میں کوئی شرم وجہ آئے آ رہی ہے تو اس کا تمام بلوڑہ پر ڈال دو۔ تم سب جانتے ہو کہ میں بڑوں یا راجہ کی نہیں ہوں۔ اس وقت حذبؓ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت حذوؓ کو لے کر اشارہ فرمایا کیونکہ وہ مشرکین کے لشکر کے قریب تھے اور پھر ان سے دریافت فرمایا کہ یہ سرخ اونٹ والا کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ حضرت حذوؓ نے بتایا کہ وہ حذب بن ربیعہ ہے اور اس کی بات جان کی۔ اہل انیس جس واقعہ میں عربی معری لگ ہو گیا تھا، اس کا قبیلہ حذب کا حلیف تھا اور حذب نے اس کے خون بہا اور مال کے برابر رقم کا فائدہ بھی لیا تھا۔ جب حکیم بن حزام نے حذب کا پیغام ابو جہل کو دیا تو ابو جہل زندہ بندہ بن کر ہتھیار لگا دیا تھا۔ حذب کا پیغام سن کر وہ آگ بگول ہو گیا اور بڑی حماقت کے ساتھ کہا کہ حذب بڑوں ہو گیا ہے۔ ابو جہل نے عربی معری کے بھائی حاصر بن معری کو کہا کہ وہ اپنے کپڑے پہاڑ لے اور اپنے بھائی کے خون کا دوا دلا کر سے۔ حاصر معری نے جب اپنے بھائی کا دم لے کر دوا دیا تو چاروں حذب نہ چارچے ہوئے بھی جنگ کے لئے راضی ہو گیا۔ تب ابو جہل نے تیار ہو کر دعا کی کہ ہم نے آج غنی دشمنوں کے سب طاقتوں کو ختم کر دیا ہے، ہمارے سامنے ایک ایسا بیڑا لگی ہے جس کو ہم نہیں جانتے اس لئے ایسا بیڑا لائے والے کو ہاج کر دے۔ بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اے اللہ! میرے نزدیک ہم میں جو زیادہ پست و ذلیل اور مصعبؓ ہمارے اللہ! ہم میں شکایت اور سہائی کے لحاظ سے جو بھڑ ہے آج اس کی تدبیر۔

ابو جہل کی دعا کے جواب میں سورۃ الاحقاف کی یہ آیت نازل ہوئی کہ

(اِنَّ تَشْفِقُوْنَ فَقَدْ جَاءَتْكُمْ نَجْمٌ الْقَافُ) (25:25)

ترجمہ: (ہمیں اسے سونو!) اگر تم حق طلب کیا کرتے تھے تو حق تو تمہارے

مباحثہ منہ اور رسالہ ”اعجاز احمدی“

(عبد الرحمن شاہ کو)

میں نے اور وہ اب بھی ہو گیا۔ آپ دیکھتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلدی اس سلسلہ کو پھیلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس سلسلہ کو دنیا میں پھیلائے۔“

(15 نومبر 1902ء)

مباحثہ منہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے تمہیں باتیں خاص طور پر کہی تھیں:

- 1۔ مرزا اصحاب کی تمام بیگمیاں جھوٹی تھیں۔
- 2۔ وہ مہالہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔
- 3۔ رسالہ ”الانوار“ کوئی مجبور نہیں ہے۔ میں اگر چاہوں تو ایسی کتاب لکھ سکتا ہوں۔

مفتوح علیہ السلام نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی زبان اور قاریان اس موضوع باتوں کو چھوڑ کر انہی باتوں کا جواب دینے کے لئے رسالہ ”اعجاز احمدی“ لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ نے 8 نومبر 1902ء سے شروع کر کے 12 دسمبر تک ختم کر لیا۔ کل 77 صفحات ہیں۔ 38 صفحے اردو کے اور باقی 39 صفحے ایک فصیح و بلیغ عربی نظم ہے۔ جس کے کل 533 اشعار ہیں۔ نیچے ہر شعر کا اردو ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔ اس نظم کی مثل لانے کے لئے حضور نے (۱) مولوی ثناء اللہ صاحب (۲) مرزا علی شاہ صاحب (۳) مولوی مصطفیٰ رومی صاحب پر و قلم عربی کاغذ لاہور (۴) شیخ مجتہد مولوی علی عارفی صاحب (۵) مولوی محمد حسین خانولی صاحب اور (۶) قاضی قمر الدین صاحب پر و قلم عربی و فارسی اور شکل کاغذ لاہور (جو عربی رسالہ نسیم اصحاب کے ایڈیٹر بھی تھے) کو خاص طور پر مخاطب کیا اور ساتھ ہی دس ہزار روپے کا انعام بھی دیا کہ جو صاحب جواب لکھیں گے ان کو دیا جائے گا۔ جواب دینے کے لئے حضور نے 10 نومبر 1902ء تا آخری حد مقرر فرمائی۔

کسی کو صحت نہ ہوئی کہ سلطان اقصیٰ کے مقابلہ میں ۲۰۰۰ پاؤں کا ضعیف قمر الدین صاحب نے چند اشعار لکھے تھے کہ طاعون سے ہلاک ہو گئے۔ یہ پہنچا آج بھی خدا کے فضل سے قائم ہے اور اہل حق دینا تک قائم رہے گا۔

حضور کا یہ حق پر ہونے کا اس قدر یقین تھا کہ حضور نے تحریر فرمایا: ”اگر یہ خدا کے ائمہ کائناتوں کی طرف سے اس کا جواب مطلوب ہو تو میں بیست روپے دے دوں گا اور جماعت کو چاہیے کہ مجھے چھوڑ دے۔“

حضور نے مولوی ثناء اللہ صاحب پر نجات قائم کرنے کے لئے 16 دسمبر 1902ء کو مولانا سید مراد شاہ صاحب کو امر ترس بھیجا کہ ان کو رسالہ ”اعجاز احمدی“ دے کر آئیں۔ دیگر تمام اصحاب کو بھی ہڈ پر دیر جسنی کتب بجاوا دی گئیں۔ اشعار انہی دس ہزار روپے میں حضور نے یہ بھی لکھا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب چاہیں تو قادیان آ کر میری ہر ایک بیگمیاں کی خدمت پر آ سکتے ہیں۔ آئے جانے کے اخراجات میں ادا کروں گا۔

چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب بغیر کسی اطلاع کے 10 جنوری 1903ء کو یکایک قادیان پہنچ کر آجوں کے محلہ میں ٹھہرے جو حضرت اقدس کی مخالفت کا اذہ تھا۔ ظاہر ہے کہ تحقیق حق کے لئے یہ روپے قصداً مہیا کیے گئے تھے۔ اور آئے ہی ایک

موضع مذخیر امر ترس کا ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جہاں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شخص مہمانی میاں محمد یوسف صاحب ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کے والد پتہ اور کی طرف تحصیلہ اور تھے لہذا غرض سے ان کا دوسرا وطن مردان تھا۔ وہاں پر میاں محمد یوسف صاحب اپنی توہین تھے اور شہر میں ان کے صاحب دسواں تھے۔ یہ تمہیں بتائی تھے، ایک محمد یوسف تھے اور ایک کا نام اب یاد نہیں۔ تمہیں احمدی تھے۔

گاؤں کے اکثر لوگ مذہبی بات چیت کرتے رہتے اور حضرت اقدس کی بیگمیاں کو سامنے رکھ کر مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میاں محمد یوسف صاحب لاہور سے اپنے وطن منہ کو جا رہے تھے تو ان کے ایک غیر احمدی دوست احمد علی صاحب بھی ہمراہ تھے۔ باتوں باتوں میں احمد علی صاحب نے جو بڑا کہا کہ کبھی نہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کا جادو خیال ہو جائے اور لوگ خود حق سمجھ لیں گے کہ حق کس طرف ہے۔ انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا کہ وہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو لائیں گے اور بات ملے ہوگی۔ میاں محمد یوسف صاحب قادیان گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ سلسلہ کے کسی عالم کو لکھوا دیا جائے۔ حضور نے میاں صاحب کو سمجھایا کہ ایسے مناظروں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر میاں صاحب نے اصرار کیا کہ کسی مولوی آدمی کو بھیجائیں۔ چند اشعار لے حضرت سید مراد شاہ صاحب کو قلم دیا کہ دو جائیں اور اپنے ہمراہ مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو بھی لے جائیں۔ ان پر میاں صاحب اس وقت تک حضور کی تمام شائع شدہ تصنیفات لے کر اپنے گاؤں چلے گئے۔

یہ مباحثہ موضع منہ کے ایک بڑے دوست کے نیچے مورخہ 29 و 30 دسمبر کو ہوا۔ مباحثین کے لئے چٹائیاں بچا دی گئی تھیں۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے صرف تین اصحاب اور غیر احمدی اصحاب تکر چائیں محدود ہوئے تھے۔

دوپہر کے گھانٹے کے وقت میں میاں صاحب کے مکان سے ملحق بارگ میں حضرت مولوی سرور شاہ صاحب بیٹھے تھے کہ ان گاؤں کا ایک شریف طبیب کو بارہا آیا اور کہتے کہ میں ان مولویوں کی باتیں سن کر آیا ہوں میرا اعتقاد ہے اب نماز کے بعد مناظرہ نہیں بلکہ فساد ہو گا۔ مولانا سرور شاہ صاحب نے فوراً ہاتھ اٹھا کر بارگ روپ حضرت میں ڈھکی۔ فیرہ وہاں مباحثہ جاری رہا۔ حضرت مولوی صاحب دائیں قادیان پہنچے تو حضور نے شام کی مجلس میں تمام حالات تفصیل سے سنے اور پھر دس بارہا تک ہر مجلس میں یہ مباحثہ آتا رہا۔

مورخہ 7 نومبر 1902ء کو حضور پناہ نظر پنے لے گئے۔ تو کچھری میں میاں محمد یوسف بھی آئے ہوئے تھے۔ ان کو دیکھ کر حضور نے فرمایا:

”آپ ایک دینی جہاد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے گا۔ میں نے ایضاً ہر جہاد کو قسم دے دیا ہے کہ وہ سارا مباحثہ جہاد دین ہے۔ جو انہی کا بیان آپ کو مطلوب ہوں ان سے لے لیں۔ انہی اخراجات آپ کو برداشت نہیں کرنے پڑیں

محمّد زیدی گزاردنے کے لئے

ایک خصوصی ڈانٹ پلان

(احمد طارق شہزاد)

بکہ عرصہ قبل خاکسار کے تجربہ میں ایک ایسا ذہنی چٹان آیا جس پر عمل کرنے کے نتیجے میں محض چند ہی سطحوں میں نہ صرف وزن کی حکومت ہو سکی بلکہ کئی امراض میں بھی واضح کمی ہوئی۔ اس کا نام عام کے لئے پیٹنٹ ایسڈ چٹان درج ذیل ہے۔

مقامات

۴۶: (۱) صحت شروع کرنے کے پہلے ہفتے میں تین دن کھانا کھا سکتے ہیں لیکن بار بار کھانے کے بعد صرف پانی یا گرم دھیر دھیر پیس پیس غذا کھا سکتے ہیں۔

☆ نئے میں ایک بار دہرے توفیق روزہ رکھنے کا اہتمام کریں۔ اگر چار روزہ کر کہ مشکل ہو تو صرف کھانے سے پرہیز کر لیں یا پھر صرف پانی کا روزہ رکھ لیں۔

☆ قصویٰ ہی جہانی اور دنیوی کی طرح شروع کریں، بے شک پیدل چلتے ہی ہوں۔
ابن کا وقت بڑھا کر ایک گھنٹہ تک لے جائیگا۔

۱۰۔ فیضانِ قرنی رہنے کی کوشش کریں۔ ثبوت سوجھیں اور غوثی رہیں۔ راستہ دلی
گیارہ بجے تک سونے کی کوشش کریں۔

☆ اس ڈاکیمنٹ کے دوران جلتے پڑنے والے مشعل اور دیگر کھیلوں کی ویڈیوز دیکھتے رہیں لیکن ویڈیو پلیئر کے ممبر بنیں اگر ڈاکیمنٹ لگاتے ہیں تو ویڈیو لگتے ہیں تو اس کا اشتعال شعلہ لگتا ہے۔ تاہم ان امور میں کوئی خضرہ نہ کرتے رہیں۔

☆ ہر کسانے سے نصف گلاس پانی ایک مٹھلی چھن Apple Cider Vinegar کو ایک گلاس پانی میں گھس کر کے پی لیں۔ اسید کے شروع کے ایام میں اگر تھکی کی کیفیت ہو تو پانی میں ٹھک ڈال کر پی لیں۔ اس طرح ایک کھانے سے دوسرے کھانے کے درمیان اگر بھوک لگے تو Nutra وغیرہ لے سکتے ہیں۔

☆ اسید پان شروع کرنے کے بعد فیض کی حالت ہو تو اسپتال یا عزم ملکہ کا استعمال کر لیں۔ اہم دانت ہے کہ کوہڑا اور دھکاس پانی کا استعمال ضرور کریں۔

جو چیزیں نکالے ہیں

سبز رنگ کی تمام چیزیں اس اوسیریز (چربی) سے پیدا ہوتی ہیں، جس سے ہڈی، مٹھری، وغیرہ) ہر قسم کی تحلیل و نمو کا کوشت اور انڈے

دو بیکرنگی + ۲ تخم مرغ اور دار چینی کا تھیل + چینی (Cheese) اور Avacado

عبدالرحمن بن عوف

چاول یا گندم سے بنی ہوئی چیزیں + برنج کی دالیں + برنج کے سیریل (Cereal)
 مٹائی اور مچھلی سے تیار شدہ تمام اشیاء + دھند

1910-1911-1912-1913-1914-1915-1916-1917-1918-1919-1920-1921-1922-1923-1924-1925-1926-1927-1928-1929-1930-1931-1932-1933-1934-1935-1936-1937-1938-1939-1940-1941-1942-1943-1944-1945-1946-1947-1948-1949-1950-1951-1952-1953-1954-1955-1956-1957-1958-1959-1960-1961-1962-1963-1964-1965-1966-1967-1968-1969-1970-1971-1972-1973-1974-1975-1976-1977-1978-1979-1980-1981-1982-1983-1984-1985-1986-1987-1988-1989-1990-1991-1992-1993-1994-1995-1996-1997-1998-1999-2000-2001-2002-2003-2004-2005-2006-2007-2008-2009-2010-2011-2012-2013-2014-2015-2016-2017-2018-2019-2020-2021-2022-2023-2024-2025-2026-2027-2028-2029-2030-2031-2032-2033-2034-2035-2036-2037-2038-2039-2040-2041-2042-2043-2044-2045-2046-2047-2048-2049-2050-2051-2052-2053-2054-2055-2056-2057-2058-2059-2060-2061-2062-2063-2064-2065-2066-2067-2068-2069-2070-2071-2072-2073-2074-2075-2076-2077-2078-2079-2080-2081-2082-2083-2084-2085-2086-2087-2088-2089-2090-2091-2092-2093-2094-2095-2096-2097-2098-2099-2100-2101-2102-2103-2104-2105-2106-2107-2108-2109-2110-2111-2112-2113-2114-2115-2116-2117-2118-2119-2120-2121-2122-2123-2124-2125-2126-2127-2128-2129-2130-2131-2132-2133-2134-2135-2136-2137-2138-2139-2140-2141-2142-2143-2144-2145-2146-2147-2148-2149-2150-2151-2152-2153-2154-2155-2156-2157-2158-2159-2160-2161-2162-2163-2164-2165-2166-2167-2168-2169-2170-2171-2172-2173-2174-2175-2176-2177-2178-2179-2180-2181-2182-2183-2184-2185-2186-2187-2188-2189-2190-2191-2192-2193-2194-2195-2196-2197-2198-2199-2200-2201-2202-2203-2204-2205-2206-2207-2208-2209-2210-2211-2212-2213-2214-2215-2216-2217-2218-2219-2220-2221-2222-2223-2224-2225-2226-2227-2228-2229-2230-2231-2232-2233-2234-2235-2236-2237-2238-2239-2240-2241-2242-2243-2244-2245-2246-2247-2248-2249-2250-2251-2252-2253-2254-2255-2256-2257-2258-2259-2260-2261-2262-2263-2264-2265-2266-2267-2268-2269-2270-2271-2272-2273-2274-2275-2276-2277-2278-2279-2280-2281-2282-2283-2284-2285-2286-2287-2288-2289-2290-2291-2292-2293-2294-2295-2296-2297-2298-2299-2300-2301-2302-2303-2304-2305-2306-2307-2308-2309-2310-2311-2312-2313-2314-2315-2316-2317-2318-2319-2320-2321-2322-2323-2324-2325-2326-2327-2328-2329-2330-2331-2332-2333-2334-2335-2336-2337-2338-2339-2340-2341-2342-2343-2344-2345-2346-2347-2348-2349-2350-2351-2352-2353-2354-2355-2356-2357-2358-2359-2360-2361-2362-2363-2364-2365-2366-2367-2368-2369-2370-2371-2372-2373-2374-2375-2376-2377-2378-2379-2380-2381-2382-2383-2384-2385-2386-2387-2388-2389-2390-2391-2392-2393-2394-2395-2396-2397-2398-2399-2400-2401-2402-2403-2404-2405-2406-2407-2408-2409-2410-2411-2412-2413-2414-2415-2416-2417-2418-2419-2420-2421-2422-2423-2424-2425-2426-2427-2428-2429-2430-2431-2432-2433-2434-2435-2436-2437-2438-2439-2440-2441-2442-2443-2444-2445-2446-2447-2448-2449-2450-2451-2452-2453-2454-2455-2456-2457-2458-2459-2460-2461-2462-2463-2464-2465-2466-2467-2468-2469-2470-2471-2472-2473-2474-2475-2476-2477-2478-2479-2480-2481-2482-2483-2484-2485-2486-2487-2488-2489-2490-2491-2492-2493-2494-2495-2496-2497-2498-2499-2500-2501-2502-2503-2504-2505-2506-2507-2508-2509-2510-2511-2512-2513-2514-2515-2516-2517-2518-2519-2520-2521-2522-2523-2524-2525-2526-2527-2528-2529-2530-2531-2532-2533-2534-2535-2536-2537-2538-2539-2540-2541-2542-2543-2544-2545-2546-2547-2548-2549-2550-2551-2552-2553-2554-2555-2556-2557-2558-2559-2560-2561-2562-2563-2564-2565-2566-2567-2568-2569-2570-2571-2572-2573-2574-2575-2576-2577-2578-2579-2580-2581-2582-2583-2584-2585-2586-2587-2588-2589-2590-2591-2592-2593-2594-2595-2596-2597-2598-2599-2600-2601-2602-2603-2604-2605-2606-2607-2608-2609-2610-2611-2612-2613-2614-2615-2616-2617-2618-2619-2620-2621-2622-2623-2624-2625-2626-2627-2628-2629-2630-2631-2632-2633-2634-2635-2636-2637-2638-2639-2640-2641-2642-2643-2644-2645-2646-2647-2648-2649-2650-2651-2652-2653-2654-2655-2656-2657-2658-2659-2660-2661-2662-2663-2664-2665-2666-2667-2668-2669-2670-2671-2672-2673-2674-2675-2676-2677-2678-2679-2680-2681-2682-2683-2684-2685-2686-2687-2688-2689-2690-2691-2692-2693-2694-2695-2696-2697-2698-2699-2700-2701-2702-2703-2704-2705-2706-2707-2708-2709-2710-2711-2712-2713-2714-2715-2716-2717-2718-2719-2720-2721-2722-2723-2724-2725-2726-2727-2728

Refined Oil/Processed Food

بقدر ان غیر ملام مستون کے گھما۔ دراصل مولوی صاحب کو یاد تھا کہ ”ابہامِ احکم“ میں حضورؐ کو کچے ہیں کرا سکھ دو، مباحات سے بچش رہیں گے جو طریقِ اب مولوی صاحب اپناتا پارتے تھے۔ وہ زنا، منا عروہ و جانا تھا۔ نیز مولوی صاحب کا ایمان اس وقت آئے جب حضورؐ مولوی کرم دین کے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم جانے کے لئے چوری کر رہے تھے۔ مئی 17 دھوکہ 1903ء کو وہاں حاضر ہو گئی۔

۲۴ ہم حضورؐ نے ۶۱ ہجری کو مولوی صاحب کے رفقہ کا جواب لکھا کہ جو فقرہ
 میں قسم لکھا کہ ”انجامِ حق“ میں لکھ چکا ہوں کہ اگر وہ مخالفین سے اسکو وہاں سے نہیں
 کروں گا کیونکہ اس سے کہو حاصل نہیں ہوتا۔ لیکن اب بھی اگر کوئی طالب حق ہے کہ
 آئے اور شہادتِ خود کرنا چاہے تو تیار ہوں۔ یہ حق مولوی صاحب کے ذہن میں
 ہرگز نہ تھی۔ فی الواقع مولوی صاحب خود بخود اپنی امر سر چلے گئے۔

ایک دن وہاں محمد اعجاز صاحب کاروان نکلا اپنے دلدادہ حامی محمد انجیل صاحب شخصیت مسنددار الکبریات کے ہاں ختم تھے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ مباحثہ کے متعلق بہت کچھ پڑھا ہوا ہے کوئی نئی بات سنائی۔ فرماتے تھے کہ وہاں کی مسجد میں نے اپنے عروج سے گرائی تھی۔ اس مسجد کے گنبد میں چوبیسوں نے ایک بڑا سا بیٹا لیا۔ اس پر کہہ لوگ خدا کی قسم کہ اسے گھر کو لوہے پر اپلی گاڑیاں لٹا دیں۔ میں نے بہت دوا کی، جھڑکائی مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ ایک دن جب آکر میں نے بہت دعا کی۔ اور دعا کے بعد ان چوبیسوں سے مخاطب ہوا کہ اگر چیلر آواز سے کہا کہ بھگوان یہ مسجد کچھ عرصہ ان کے سر پر رکھی ہے۔ تم یہاں سے نکل جاؤ۔ انہی کی حکمت کہ تم ان میں دو چھوٹے وہاں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں ان لوگوں سے کہا کہ تمہارا کچھ لکھا ایک نئی تقریر سے تمام رہن گیا ہے۔

مہاجرت کے بعد لکھنؤ میں عاقبتاً سے تقریباً نصف آبادی ہلاک ہو گئی تو وہاں کی مستحضرانہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ بعض لوگوں نے خواجہ مخواہ مرزا صاحب سے مخالفت کر کے یہ مصیبت گھڑی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ 1922ء میں جب قادیان کے قیمر احمدیوں نے جلسہ کیا جو آقا کریم گورکھ علی جنگوی کے دوکان کے چھپے عیسویوں کے احاطہ میں ہوا تھا تو مولوی شاہ اللہ دوبارہ قادیان میں آئے اور جلسہ میں اعلان کیا کہ مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت اس طرف مل سکتا ہے کہ ان کی قبر انکھڑ کر دی گئی ہو جائے اگر تو قیصر بھی سالم ہوئی تو سچے یوں کے اہل اگر خوش خراب ہو گئی ہو تو جوہ نے حضرت قاضی امیر حسین صاحبؒ (جو مولوی شاہ اللہ کے استاد بھی تھے) نے اپنے بعض شاگردوں سے کہا کہ مجھے ان کے پاس لے چلو قاضی صاحب بہت ضعیف تھے شاگردو! ہمارے گرو مولوی صاحب موصوف کی قیام گاہ پر لے گئے۔ قاضی صاحب کی آمد کی خبر سن کر وہ روزوارے پر آ گئے۔ قاضی صاحب نے بخانی میں کہا:

”لوئے ثناء اللہ جنوں شرم نہیں۔ کسی توں گالوں کتہہ والیں۔ میں تیرا استاد
 اہمیا۔ میرا ہی سرزنشوں سن لیا ہے پر توں کا کلفت و حق احدہ واجاہد اہیں۔“
 اور مولوی ثناء اللہ ہر وقت استاد کے ساتھ دم خود خاموش کاجیں بچیں کئے
 کھڑے رہے۔ اور ایک نفلتہ بولے۔ حتیٰ کہ جاضی صاحب خود ہی وانکس چلے
 گئے۔ میں پاس کھڑا یہ نگارہ دیکھ رہا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب اسی مکان میں
 ٹھہرے تھے جہاں ٹھہرا م ٹھہرا تھا۔